روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | ہفتہ یکم۔ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ، ۱۵۔ احسان ۱۳۷۰ ہش، ۱۵۔ جون ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُولوالالباب کی دُعا

"دیکھیئے ان لوگوں کو اولوالالباب کہنا۔ یہاں کیسا سجتا ہے کہ غور و فکر کے بعد لمبی باتوں کی بجائے سیدھی نکتے کی بات کہی، آخری مقصد کی بات بیان کر گئے کہ اے خدا! ہم نے بہت غور کر لیا ہے۔ اب ہمیں یہ یقین ہوگیا ہے کہ اگر ہم نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کیا تو ہم آگ کا ایندھن بنائے جانے کے لائق ہونگے۔ پس ہم تجھ سے یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اسی طرح جب عام طور پر ایک انسان راستی اور راستبازی سے محبت کرتا ہے اور صدق کو اپنا شعار بنا لیتا ہے، تو وہی راستی اس عظیم الشان صدق کو کھینچ لاتی ہے جو خدا تعالیٰ کو دکھا دیتی ہے۔ صدقِ مجسّم قرآن شریف ہے اور پیکرِ صدق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ذات ہے۔ اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے مامور و مُرسل حق اور صدق ہوتے ہیں۔ پس جب وہ اُس صدق تک پہنچ جاتا ہے، تب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور اسے ایک خاص بصیرت ملتی ہے۔ جس سے معارفِ قرآنی اس پر کھلنے لگتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۳)

"حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا، وہ مطہّر نہیں ہو سکتا۔ نابکار دُنیا دار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گذارہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک بیہودہ گوئی ہے۔ اگر سچ سے گذارہ نہیں ہو سکتا، تو پھر جھوٹ سے ہرگز گذارہ نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ یہ بد بخت لوگ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے بدُوں گذارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کُشا جھوٹ کی نجاست ہی کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بُتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ ہمارے جسم میں کیا کیا قوٰی ہیں، لیکن کیا ہم اپنی طاقت سے اُن سے کام لے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۴۳ و ۲۴۴)

بچپن سے ہی اولاد میں مضبوط عزم، ہمّت اور نرم دلی پیدا کرنے کی کوشش کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"پانچویں بات جو میں نے آج کے خطاب کے لئے چُنی ہے، وہ مضبوط عزم اور ہمّت ہے۔ مضبوط عزم اور ہمّت اور نرم دلی اکٹھے رہ سکتے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو ایسا انسان کمزور تر ہوگا بااخلاق نہیں ہوگا۔ نرم دلی جب آپ پیدا کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسا نرم دل انسان اور ایسا نرم خُو انسان مشکلات کے وقت گھبرا جائے اور مصائب کا سامنا کرنے کی طاقت نہ پائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صدیقِ اکبرؓ اس لحاظ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تاریخ میں ایک کامل نمونہ کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ یہ نمونہ اگرچہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی سے حاصل کیا مگر آپ کی زندگی میں ایک ایسا مقام آیا جہاں اس خلق نے نمایاں ہو کر ایک عظیم الشان کردار ادا کیا ہے کہ جس کے نتیجے میں ہمیشہ کے لئے ہم آپ کی مثال دنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ بے حد نرم خُو اور نرم دل ہونے کے باوجود جب اسلام پر آپ کی خلافت کے پہلے دن ہی مصیبت کا دَور پڑا ہے۔ عظیم مصیبت واقع ہوئی ہے اور مشکلات کا دَور شروع ہوا ہے تو وہ شخص جو دنیا کی نظر میں اتنا نرم دل تھا، اتنا نرم خُو تھا کہ معمولی سی تکلیف کی بات سے ہی اس کے آنسو رواں ہو جایا کرتے تھے۔ کسی کی چھوٹی سی تکلیف بھی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اتنے حیرت انگیز عزم کے ساتھ ان مشکلات کے مقابل پر کھڑا ہوگیا ہے کہ جیسے سیلاب کے سامنے کوئی عظیم الشان چٹان کھڑی ہو جاتی ہے ایک ذرّہ بھی اس کے سرکنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اپنے نرم دل سے عظمت کا ایک پہاڑ نکلتا ہوا دنیا کو دکھایا۔ پس نرم دلی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان مشکلات کے وقت کمزور ہو یا بڑھتی ہوئی مشکلات کے سامنے ہمت ہار جائے۔ بچپن سے یہ خلق پیدا کرنا چاہیئے کہ ہم نے شکست نہیں کھانی۔ حضرت اقدس (بانی سلسلہ۔ ناقل) کے متعلق یہ جو فقرہ ہے، یہ ایک عظیم الشان فقرہ ہے جو آپ کے اس عظیم خُلق پر روشنی ڈالتا ہے کہ

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"

بہت ہی بلند تعلیم ہے اور حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) کے عظیم خُلق پر روشنی ڈالنے والا یہ ایک بہت ہی پیارا فقرہ ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ پس حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) سے وابستہ ہونے والوں کی سرشت میں بھی ہرگز ناکامی کا خمیر نہیں ہونا چاہیئے اور یہ عزم اور ہمت بچپن سے ہی پیدا کئے جائیں تو پیدا ہوتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴۔ نومبر ۱۹۸۹ء)

"قرآن کریم کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۵۔ احسان ۱۳۷۰ ہش ۱۵۔ جون ۱۹۹۱ء

سوچ اور کلام

انسان کی دو صفات اسے دیگر تمام عالم حیوانات سے الگ نخلگ کر دیتی ہیں اور فضیلت بخشتی ہیں۔ وہ سوچ سکتا ہے اور اسکی طرح دنیا کا کوئی حیوان سوچ نہیں سکتا۔ وہ بول سکتا ہے اور اسکی طرح دنیا کا کوئی حیوان بول نہیں سکتا۔ وہ بولتا ہے تو اپنا مفہوم بیان کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو بتاتا ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے۔ یا وہ ایسی بات بتاتا ہے جو اس کے دل میں نہیں ہے تاکہ دوسروں کو دھوکہ دے سکے۔ بہر حال یہ دو خصوصیات ایسی ہیں جو اسے دوسرے حیوانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔

اس بات کا یہ مطلب بھی ہے کہ اگر وہ ان خصوصیات سے صحیح رنگ میں کام لے تو اس کا امتیاز قائم ہوتا ہے ورنہ وہ حیوانات سے کم تر درجے پر جا گرتا ہے۔ اگر کوئی شخص سوچے اور جان بوجھ کر غلط بات سوچے تو سوچنا کس کام کا۔ اور اس سوچنے کی فضیلت کیا۔ اگر انسان بولے اور جھوٹ بولے یا گند بکے۔ دوسروں پر بے محابا الزام لگائے اور انکی پگڑیاں اچھالے تو یہ بولنا اُسے امتیاز کے مقام پر کیونکر لے جا سکے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ سوچنا اور بولنا انسان کیلئے وجہ فضیلت تو ہے لیکن صرف اسی صورت میں کہ ان کا صحیح استعمال کیا جائے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:

"انسان کی حالت ایسی واقع ہوئی ہے کہ یہ کبھی نکمّا اور بیکار نہیں رہتا اور نفس کلام سے کبھی فارغ نہیں ہوتا ہے۔ نفس اور شیطان سے ہی اس کا مکالمہ شروع رہتا ہے اگر کوئی اور بات کرنے والا نہ ہو۔ بعض اوقات لوگ دیکھتے ہیں کہ ایک انسان بالکل خاموش ہے لیکن درحقیقت وہ خاموش نہیں ہوتا۔ اس کا سلسلہ کلام اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بہت ہی لمبا ہوتا ہے اور شیطانی رنگ میں اسے خود لمبا کرتا ہے اور بے شرمی سے اسے لمبا ہونے دیتا ہے۔ یہ سلسلہ کلام کبھی خیالی فسق کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور کبھی بے ہودہ اور جھوٹی تمنّاؤں کے رنگ میں۔ اور اس سے وہ کبھی فارغ نہیں رہتا۔ جب تک اس سفلی زندگی کو چھوڑ نہ دے۔"

حضور اقدس کے اس ارشاد میں دونوں باتیں آجاتی ہیں۔ سوچنا بھی اور بولنا بھی۔ اور یہ باتیں اظہر من الشمس کی طرح واضح کرتی ہیں کہ اگر سوچنے اور بولنے کا انداز غلط ہو جائے تو شیطانی ہو جاتا ہے۔ پس ہمارے سوچنے کا انداز اور بولنے کا انداز ہمیشہ درست ہونا چاہیئے۔ اسی میں نجات ہے۔

صُلح کی بات کرو صُلح سے گھبرانا کیا
ہاتھ سے ہاتھ ملا لینے سے شرمانا کیا
خود بڑھو اور انہیں سینے سے لگا لو ہنس کر
غصّہ و غیظ و غضب پہ یُونہی اِترانا کیا

ابوالاقبال

○

مَیں نے پُوچھا بھی نہیں تُو نے بتایا بھی نہیں
میرے حالات پہ شائد کوئی سایہ بھی نہیں

مجھ کو یہ فکر ہے آیا تو چلا جائے گا
وہ اگرچہ کبھی اَب تک یہاں آیا بھی نہیں

جاگتے رات گذاری ہے تو اَب کیا سونا
سونے والوں کو تو لوگوں نے جگایا بھی نہیں

مَیں نہ بن جاؤں کہیں راہ کا پتّھر اے دوست
جال تُو نے تو مری رہ میں بچھایا بھی نہیں

لوگ کہتے ہیں خیالوں کے بھی پَر ہوتے ہیں
مَیں نے اپنا پَرِ پَرواز اڑایا بھی نہیں

یہ اَنا ہے کہ یہ ہے میرا خلوصِ تحقیق
میری سوچوں نے کہیں سَر کو جُھکایا بھی نہیں

مَیں سمجھتا ہوں کہ مقبول ہیں سجدے میرے
مجُھ کو روکا بھی نہیں، مجُھ کو اٹھایا بھی نہیں

فخر کرتا ہوں تہی دستی پہ لیکن بے سُود
ایک سرمایۂ ہجاں ہے جو لٹایا بھی نہیں

اُن کو معلوم ہے کیا حال ہے میرے دل کا
مَیں نے سینے پہ کوئی زخم سجایا بھی نہیں

اس کے دروازے پہ دستک بھی بڑی شے ہے نسیم
اور کوئی تو یہاں تک کبھی آیا بھی نہیں

نسیم سیفی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہے بلکہ خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب سے کام لینا اور اس کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا پھر نتیجہ کے لئے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہی حقیقی راہ ہے اور خدا تعالیٰ کی قدر ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

علمی مسائل

پھر فرمایا:۔

کہ اپنے گریبان میں ہاتھ تو ڈال۔ جب تو اسے نکالے گا تو وہ سفید ہوگا۔ مگر کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نشان نمائی کی وجہ سے وہ نورانی اور سفید ہوگا۔ (بغیر کسی بیماری) کے الفاظ بائبل کے اس ناروا الزام کو رد کر دیتے ہیں جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ان الفاظ میں لگایا کہ "اس نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پہ رکھ کر اسے ڈھانک لیا اور جب اس نے اسے نکال کر دیکھا تو اس کا ہاتھ کوڑھ سے برف کی مانند سفید تھا"۔ (خروج باب ۴ آیت ۶،۷)

گویا بائبل نویسوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کی سفیدی کو کوڑھ کی طرف منسوب کر دیا تھا۔ مگر قرآن کریم جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو ہزار سال کے بعد آیا اور جس کی مخالفت میں یہودیوں اور عیسائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو یہودیوں اور عیسائیوں کا نبی تھا اس الزام سے پاک ٹھہراتا ہے جو خود موسیٰ علیہ السلام کے متبعین نے ان پر لگا دیا تھا۔ اور ان کے ہاتھ کی سفیدی کو کوڑھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہے۔ (اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈال) میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ چونکہ تجھ پر جو کلام نازل ہوا ہے وہ تیری قوم کے لئے ہے اس لئے تو جا اور اپنی قوم کو اپنے ساتھ چمٹا لے یعنی ان کو اپنے ظلِ عاطفت میں لے لے اور ان کی نیک تربیت کر۔ اس تربیت کے نتیجہ میں اس قوم میں سے نہایت اعلیٰ درجہ کے لوگ پیدا ہوں گے جن میں کوئی عیب نہیں ہوگا۔ وہ دل کے صاف اور خدا تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ اور اس کے مقبول ہوں گے اور دنیا کو اپنے نور سے منور کرنے والے ہوں گے لیکن جب وہ تجھ سے الگ ہو گئے یعنی تیری روحانی تعلیم کو انہوں نے پس پشت پھینک دیا تو وہ زمین کی طرف جھک جائیں گے۔ اور جس طرح سانپ سفلی زمین کی مٹی کھاتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی دنیا کے کیڑے بن جائیں گے۔ چنانچہ دیکھ لو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جو پتھروں کا کام کرنے والے تھے ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو فتح کو قریب لانے والی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کے نتیجہ میں انہیں ایسی ہمت اور طاقت بخشی کہ انہوں نے عمالقہ کی قوم پر فتح حاصل کی اور کنعان پر خدا نے انہیں حکمرانی عطا فرما دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا عمالقہ کی قوم پر فتح حاصل کر لینا ایسا ہی تھا جیسے چوہا بلی کو مار لے۔ عمالقہ کی قوم کی شام اور کنعان پر حکومت تھی اور وہ بڑی بھاری شوکت اور عظمت رکھتی تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی اینٹیں پاتھنے والے، غلامی کی زندگی بسر کرنے والے اور سیاست سے کلی طور پر نابلد تھے مگر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ وہ اس جاہل اور ناواقف اور غلامی کی زندگی بسر کرنے والی قوم کو عمالقہ کی زمین کا وارث کر دے گا۔ اور یہ سینکڑوں سال تک غلام رہنے والی قوم جس نے کبھی تلوار نہیں چلائی تھی۔ اور ہمیشہ غلامی کی زنجیروں میں مقید رہتی تھی۔ عمالقہ کی قوم پہ جو تلوار کی دھنی تھی اور ہر قسم کے ساز و سامان اس کے پاس موجود تھے۔ غالب آجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور خدا تعالیٰ نے انہیں غلبہ عطا فرما دیا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب انہوں نے اپنی نادانی سے یہ کہہ دیا (جا تو اور تیرا رب دونوں لڑیں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں) یعنی تو اور تیرا خدا دونوں دشمنوں سے لڑتے پھرو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ مگر آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاؤں اور تربیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر ایسا تغیر پیدا کیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو بلا دریغ قربانیوں کی آگ میں جھونک دیا۔ اور آخر کنعان کے دروازے ان کے لئے کھل گئے۔ اور غلام کہلانے والے دنیا کے بادشاہ بن گئے پھر نہ صرف خدا تعالیٰ نے ان کو دنیوی حکومت عطا فرمائی بلکہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیم پر چل کر ان میں بڑے بڑے ربانی اور احبار بلکہ خدا تعالیٰ کے انبیاء تک پیدا ہوئے جو چودہ سو سال تک دنیا کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتے رہے۔ یہ تمام پاکبازوں کا گروہ (اور اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈال کر نکالے گا تو سفید ہوگا۔) کی صداقت کا ایک عملی ثبوت تھا۔ اور پھر یہ تمام مقدسین (بغیر کسی بیماری کے) کے مطابق معصوم اور بے عیب تھے۔ بائبل نویسوں نے اپنی نادانی سے خدا تعالیٰ کے ان انبیاء پر جو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔ قسم قسم کے ناروا الزام لگائے ہیں۔ کسی کے متعلق کہا ہے کہ اس کا دل غیر معبودوں کی طرف پھر گیا۔ کسی کے متعلق کہا ہے کہ اس نے دوسرے کی بیوی اڑا لی۔ اور اس کے خاوند کو مروا دیا۔ کسی کے متعلق کہا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا۔ مگر قرآن کریم ان تمام اتہامات سے ان کو پاک ٹھہراتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ ہم نے موسیٰؑ کو پہلے سے یہ خبر دے دی تھی کہ تیری تربیت کے نتیجہ میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو نورانیت کا مجسمہ ہوں گے۔ اور ان میں کوئی ایسا عیب نہیں ہوگا جو ان کی معصومیت کو داغدار کرنے والا ہو۔

پھر فرمایا۔ تم اس خدا سے ڈرو جس نے تم کو بھی پیدا کیا ہے اور تم سے پہلی قوموں اور جماعتوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ یعنی آج تو تم اپنے ان افعال پر نازاں ہو۔ لیکن کیا تم نہیں دیکھتے کہ اپنی ناپسندیدہ حرکات کی وجہ سے تم سے پہلے بھی کئی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ پھر کیوں تم ان کی ہلاکت اور بربادی سے سبق حاصل نہیں کرتے اور کیوں ان کے زوال کے اسباب پر غور کر کے اپنے اندر تغیر پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ قومیں دنیا میں بنتی بھی ہیں اور بگڑتی بھی ہیں اور جب سے دنیا چلی آرہی ہے اسی وقت سے یہ سلسلہ بھی چلا آرہا ہے۔ ہزاروں قوموں کی تباہی اور ہزاروں قوموں کی ترقی پر تاریخ کے اوراق شاہد ہیں مگر تاریخ کے تمام واقعات بحیثیت مجموعی انسانی زندگی کے واقعات کا سوواں حصہ بھی نہیں ہیں وہ زمانہ جو تاریخی کہلاتا ہے اس سے بھی مدتوں پیشتر انسان دنیا میں موجود تھا اور پھر جو زمانہ تاریخی کہلاتا ہے اس کا بھی اکثر حصہ ایسا ہے جس کی تاریخ محفوظ نہیں۔ مگر وہ زمانے جن کی تاریخ محفوظ ہے اور وہ زمانے جن کی تاریخ محفوظ نہیں ان دونوں قسم کے زمانوں میں ہزاروں قومیں بگڑتی اور بنتی چلی گئیں۔ ہزاروں قوموں نے پہلے بام رفعت تک رسائی حاصل کی اور پھر زوال پذیر ہو گئیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا یا یوں کہنا چاہیئے کہ جس طرح انسانی پیدائش کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جس طرح انسانی موت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح قوموں کی پیدائش اور ان کی موت کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر جس طرح بنی نوع انسان ہر روز موت کا مشاہدہ کرنے کے باوجود موت بھلا دیتے ہیں اسی طرح قومیں بھی دوسری قوموں کے تنزل کو دیکھنے کے باوجود اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتیں۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور سورۃ فاتحہ سے لے کر سورہ والناس تک سارا قرآن کریم ان بیانات سے بھرا پڑا ہے کہ قومی ترقی کے کیا گر ہیں۔ بے شک اور بھی بہت سے مضامین قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں اس کے اندر عقلی مضامین بھی بیان کئے گئے ہیں اور علمی بھی۔ روحانی مضامین بھی بیان کئے گئے ہیں اور جسمانی بھی اقتصادی مضامین بھی بیان کئے گئے ہیں اور سیاسی بھی۔ غرض سینکڑوں اور ہزاروں مضامین اس کے اندر بیان ہوئے ہیں۔ لیکن سورہ فاتحہ کی ابتداء ہی ایسے رنگ میں کی گئی ہے کہ اس میں قومی ترقی اور تنزل سے تعلق رکھنے والے تمام اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے چھوٹے چھوٹے چشموں سے دریا پھوٹتے ہیں تو ایک کوتاہ اندیش انسان چشمہ میں سے نکلتے ہوئے دریا کو دیکھ کر یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ یہ چھوٹا سا نالہ چند گز یا چند فرلانگ تک جا کر ختم ہو جائے گا۔ یا خشک ہو جائے گا کیونکہ اس کی آنکھ صرف چشمہ میں سے پھوٹتے ہوئے دریا کے اس پاٹ پر ہی ہوتی ہے جس پر سے وہ اگر چھلانگ مار کر اس کے پار جانا چاہے تو بڑی آسانی کے ساتھ جا سکتا ہے۔ لیکن جب وہ اس چھوٹی سی نالی کے ساتھ ساتھ چلتا ہے تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ اب یہ نالی نالے کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ تھوڑی دور اور آگے جا کر وہ اور بھی متعجب ہوتا ہے کہ وہ نالہ ایک نہر کی شکل اختیار کر رہا ہے اور جب کچھ اور فاصلہ طے کرتا ہے تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ وہی چھوٹی سی نالی جو چشمے میں سے دھیمے دھیمے پھوٹ رہی تھی اور جس پر سے چھلانگ لگا کر اس پار ہو جانا ذرا بھی مشکل نہ تھا۔ وہ یہاں پہنچ کر ایک بہت بڑا اور عظیم الشان دریا بن گیا ہے۔ دریائے جہلم جو پنجاب میں پہنچ کر ایک بہت بڑے دریا کی شکل اختیار کر لیتا ہے

باقی ص پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ہماری تعلیمی منصوبہ بندی

قومی تعمیر و ترقی بہتر منصوبہ بندی کی متقاضی ہے۔ ایسی قومی منصوبہ بندی میں تعلیم کو اہم مقام حاصل ہونا چاہیئے۔ پھر تعلیمی منصوبہ بندی میں پرائمری تعلیم کو فوقیت اور اہمیت دینی چاہیئے۔ بہتر منصوبہ بندی اس بات کا بھی تقاضا کرتی ہے کہ تعمیر و ترقی کے لئے مختلف مدات میں مناسب سرمایہ کاری کی جائے۔ اہداف مقرر کئے جائیں اور ان اہداف کا حصول یقینی بنایا جائے۔ آیئے پہلے تعلیم پر خرچ ہونے والی رقوم کا ایک سرسری جائزہ لیں۔

دوسرے پنجسالہ منصوبہ میں (جو ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک پھیلا ہوا تھا) پرائمری تعلیم پر G.N.P کا صرف ۰.۱۶ فیصد خرچ کیا گیا۔ تیسرے پنجسالہ منصوبہ (۱۹۶۵ء — ۷۰) میں یہ حصہ مزید کم ہو کے ۰.۱۲ فیصد رہ گیا۔ چوتھے منصوبے (۱۹۷۰ — ۷۸) میں اس میں قدرے ترقی ہوئی اور یہ رقم G.N.P کا ۰.۵۲ فی صد تک پہنچ گئی اور پانچویں پنجسالہ منصوبے (۱۹۷۸ - ۸۳ء) میں ۰.۹۳ فیصد ہو گئی۔ ان اعداد و شمار سے پرائمری تعلیم کی اہمیت واضح ہے کہ باوجودیکہ ہم اپنی تقریروں اور دعووں میں پرائمری تعلیم سے محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن ابھی تک اس کے لئے G.N.P کا ایک فیصد تک بھی مختص نہ کر سکے۔ یہ صورت حال بھی (جو شاید خوشکن دکھائی دے) اعداد و شمار کے گورکھ دھندے کی پیدا کردہ ہے وگرنہ حقیقتاً اس میں بھی مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے جو اگلی چند سطور میں واضح ہو جائے گا۔

اب پرائمری کو چھوڑ کر سارے تعلیمی اخراجات کا جائزہ لیں تو یہ امر واضح ہو جائے گا کہ ہم آج تک تعلیم کے لئے G.N.P کے ۲.۲ فیصد سے زیادہ رقوم مختص نہیں کر سکے۔ (اور یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھیئے کہ ہم نے اتنی رقوم صرف مختص کیں اور جو حقیقتاً خرچ ہوئیں وہ ان سے کہیں کم تھیں جیسا کہ آگے بیان کیا گیا ہے) ہم جب ۲.۲ کی بات کرتے ہیں تو یہ کوئی پرانی بات نہیں بلکہ حال سے متعلق ہے۔ آج بھی کیفیت یہی ہے۔ ۱۹۸۸-۸۹ء میں ۲.۰۷ فیصد، ۱۹۸۹-۹۰ء میں ۲.۱۲ فیصد اور ۱۹۹۰-۹۱ء میں ۲.۱۶ فیصد تعلیم کے حصہ میں آیا مگر یہ رقوم بھی محض نمائشی رہ جاتی ہیں۔ جب ہمیں اس تلخ حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ ماضی میں ہم مختص شدہ رقوم کا صرف ۲۴ سے ۶۳ فیصد تک خرچ کر سکے۔ گویا کہ سارے تعلیمی نظام پر جو ہم خرچ کر سکے وہ G.N.P کا صرف ایک یا ۱.۵ فیصد تک تھا۔ اب اس کا موازنہ کیجیے دوسرے ملکوں سے۔ انڈیا تعلیم پر ۳.۲ فیصد، کوریا ۴.۱ فیصد، ملائیشیا ۵.۸ فیصد، جاپان ۵.۸ فیصد اور ایران ۵.۷ فیصد خرچ کرتا ہے۔ اب یہ کیا منصوبہ بندی ہے کہ ایک تو ہم دوسروں کے مقابلہ میں کہیں کم رقوم مختص کر سکے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اتنی کم رقوم بھی درحقیقت خرچ نہ کی گئیں۔ بلکہ اس حصہ کے بھی حصے بخرے ہو کر رہ گئے۔ اور سکول یا کمرۂ جماعت یا طالب علم تک جو سہولتیں پہنچ پائیں وہ اس سے بہت کم تھیں جن کا ہم ڈنکا بجاتے رہے۔ ایسے میں ہمارے سکولوں کی حالت ناگفتہ بہ نہ ہو تو اور کیا ہو۔ ذرا تصور کیجیے کہ ساتویں پنجسالہ منصوبے کے مطابق ملک میں ابھی تک ۲۹ ہزار ایسے پرائمری سکول علم کی شمعیں روشن کئے ہوئے ہیں جن کو نہ صرف چھت نصیب نہیں بلکہ وہ دیواروں سے بھی عاری ہیں۔ ۱۶ ہزار ایسے پرائمری سکول ہیں جن کو بمشکل ایک کلاس روم نصیب ہو سکا۔ پلاننگ کمیشن کے اعداد و شمار کے مطابق ۴ ہزار ایسے پرائمری سکول ہیں جن کی عمارتیں خطرناک حد تک خراب ہیں، ۱۹ ہزار سکول محض دو کمروں پر مشتمل ہیں۔ جب کہ ۹۳ ہزار پرائمری سکولوں میں صرف ۸ ہزار ایسے خوش قسمت ہیں جو فخریہ تین کمروں پر مشتمل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ پرائمری سکولوں میں ہم پڑھائی تو پانچ جماعتوں کے طلباء کو کرواتے ہیں لیکن بدقسمتی ملاحظہ کیجیئے کہ محدودے چند ایسے سرکاری پرائمری سکول ہیں جن کو پانچ کمرے نصیب ہوتے ہیں۔ اور اُن ۲۹ ہزار بے در و دیوار و چھت سکولوں کی حالت کا تصور کر کے سر شرم سے جھک جانا چاہیئے کہ یہ ہماری منصوبہ بندی اور یہ ہے خدمت جو ہم تعلیم کی کر رہے ہیں۔ شاباش ان اساتذہ کو جو اس بے سروسامانی میں بچوں کو پڑھا رہے ہیں اور معذرت اُن بے شمار بچوں سے جن کے لئے ہم چھت بھی مہیا نہیں کر سکے۔ اگر ہماری اس بے سروسامانی کے باوجود بھی وہ سکولوں میں آجاتے ہیں تو بے اختیار اُن کی ہمت کی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ عزیزو! ہم تو آپ کے لئے کچھ نہ کر سکے مگر آفرین ہے آپ پر اے ننھے بچو جو ہمارا دامن خالی ہونے کے باوجود ہم سے محبت کا اظہار کئے جاتے ہیں۔ ہم اپنے فرض سے غافل ہیں۔ ہمارے ماہرین تعلیم اعداد و شمار کا جادو جگا رہے ہیں مگر ہم کم سے کم سہولیات دینے میں بھی ناکام رہے ہیں۔ ہم بھلا اُن قوموں کا کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں جن کے پرائمری سکولوں کے فراخ، خوبصورت، مزین، ایئر کنڈیشنڈ کمرے بچوں کو بے شمار سہولیات فراہم کرتے ہیں۔ نیوزی لینڈ میں راقم کو پرائمری سکول دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ کلاس روم کا ایک حصہ تو کمرۂ جماعت کا منظر پیش کرتا، دوسرا ورکشاپ دکھائی دیتا اور تیسرا یوں معلوم ہوتا گویا کہ ڈرائینگ روم ہے، اسی کمرہ میں طلباء و طالبات کی اپنی اپنی الماریاں تھیں جن میں وہ اپنی پی۔ٹی کی یونیفارم، کھانا، فالتو کتابیں وغیرہ رکھتے۔ درمیان میں دو بڑی الماریاں تھیں جن میں کاغذ، گتے، مارکر رنگ اور دوسری ضروریات کی بھرمار نظر آتی تھی۔ ایسے سجے سجائے اور بھرے بھرے کلاس روم میں یقیناً بچوں کے لئے ایک کشش ہو سکتی ہے۔ جب کہ ہم اپنے بچوں کو ہر قسم کی سہولت سے محروم کئے ہوئے ہیں۔ اور نہ متأسف ہیں نہ یہ سب کچھ کرنے کے لئے پُرجوش۔ کیا اسے منصوبہ بندی کہا جا سکتا ہے؟

اب تعلیمی منصوبہ بندی کو ایک اور جہت سے دیکھیں۔ ہم بعض دفعہ بڑھ چڑھ کر منصوبے تو بنا لیتے ہیں لیکن یہ کم ہی سوچتے ہیں کہ ان اہداف تک پہنچ بھی پاتے ہیں یا نہیں۔ اور اگر مقاصد حاصل نہیں ہو سکے تو کیوں نہیں یہ اس لئے کہ ہمارے ہاں منصوبہ بندی پر عمل کروانے کے لئے کوئی معقول انتظام نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم پیچھے مڑ کر دیکھنے کے تو عادی ہی نہیں۔ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اگر ہدف تک نہیں پہنچ پائے تو اس کی کیا وجوہات تھیں۔ کون سے اوامر مانع ہوئے، کوتاہی کہاں ہوئی اور آئندہ ان باتوں کا کیا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کوئی ادارہ ہی نہیں جو ان امور پر غور کر کے آئندہ کے لائحہ عمل کو بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اہداف تو مقرر کر لئے جاتے ہیں لیکن انہیں ہم ادھورے چھوڑ کر آئندہ کی منصوبہ بندی میں (بغیر ماضی سے سبق حاصل کرنے کے) مصروف ہو جاتے ہیں۔

چند اعداد و شمار ملاحظہ کیجیئے:- پہلے پنجسالہ منصوبہ کے مطابق ۱۹۶۰ء تک ہمیں ۱۹,۵۰۰ پرائمری سکول قائم کرنے تھے مگر ہم ۱۷,۵۰۰ کر سکے۔ دوسرے منصوبے کے مطابق ۳۳,۱۰۰ تک پہنچنا تھا۔ اس بار ہم قدرے کامیاب ہوئے اور ۳۲,۵۸۹ سکول قائم کر سکے۔ تیسرے منصوبے کے مطابق ہم نے ہدف ۷۵,۰۸۹ رکھا مگر بمشکل ۴۰,۰۰۰ سکول بنا سکے۔ چوتھے منصوبے میں ہم نے ہدف کو تیسرے منصوبے سے بھی کم کرتے ہوئے ۷۲,۴۲۸ سکول رکھا۔ اور یہ ہماری پہلی کامیابی تھی کہ اس بار ۷۳,۸۲۷ سکول قائم کئے جا سکے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے (جو کہ ۱۹۸۸ء تک تھا) میں ہم نے پھر چھلانگ لگانے کی کوشش کی اور متمنی ہوئے کہ ۱۱۴,۱۳۷ پرائمری سکول معرض وجود میں آجائیں مگر پھر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اور ہم سنٹرل بیورو آف ایجوکیشن کے مطابق ۱۹۸۶ء تک بمشکل ۸۵,۸۴۶ پرائمری سکول قائم کر سکے۔

یہ سب کچھ کیا ہے؟ یا تو ہم بہت زیادہ بلند پروازی کے قائل ہیں اور اُونچے اُونچے اہداف مقرر کر لیتے ہیں تا کہ قوم کو بتلایا جا سکے کہ ہم بہت کچھ کر گذرنے والے ہیں یا ہم منصوبوں پر عمل درآمد کے سلسلہ میں تساہل سے کام لیتے ہیں یا دیانتداری سے عمل پیرا نہیں ہوتے۔ نتیجتاً ہم اُونچے اُونچے اہداف تک پہنچنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ہوائی قلعے تو تعمیر ہو جاتے ہیں لیکن جب خاک و خشت کے قلعے تعمیر کرنے کا عمل شروع ہونا ہے تو ہم نہ صرف اُس میں ناکام ہو جاتے ہیں بلکہ اُس ناکامی کے متعلق سوچتے بھی نہیں کہ آخر یہ ناکامی کیوں ہوئی اور کیا پیش آمدہ مشکلات کا مداوا ممکن ہے اور کیا اگلے منصوبے اس تجربہ کی بناء پر بہتر بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر حقیقت پسندی سے کام لے کر، بہتر نگرانی کو یقینی بناتے ہوئے دیانتدارانہ طریق سے عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے تو یقیناً ان مجوزہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جا سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم منصوبہ بنانے اور اس کو حقیقت کا رنگ دینے میں مخلص ہوں۔

قارئین کرام اعداد و شمار کی بھرمار سے شاید بور ہو چکے ہوں لیکن جب حقائق سے پردہ اُٹھانا مقصود ہو تو اس نقاب کشائی کے نتیجہ میں حقائق کی

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات ـــــ نون سین

ایران اور سعودی عرب

سیاست میں تعلقات بنتے بھی دیر نہیں لگتی اور بگڑنے کے لئے بھی زیادہ عرصہ کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ یہ تعلقات کا سدھرنا یا بگڑنا ذاتیات سے بہت کم تعلق رکھتا ہے۔ ایران اور سعودی عرب کے حالات کتنے خراب ہو گئے تھے۔ لیکن اب ان دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر ہو گئے ہیں۔ گذشتہ مارچ میں سعودی عرب میں ایران کا سفارت خانہ کھل گیا ہے۔ اور اسی طرح ایران میں سعودی عرب کا اور اب سعودی عرب کے وزیر خارجہ پرنس سعود الفیصل تہران میں ایرانی وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی سے گفت و شنید کرنے وہاں پہنچ گئے۔ کہتے ہیں کہ ان کی گفتگو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اور اسی دوران خلیج کا تنازعہ ایران اور سعودی عرب کے اپنے حالات اور مکہ میں حج کے موقعہ پر ایرانیوں کا سعودی عرب جانا (۱۹۸۷ء کے بعد ایرانی پہلی دفعہ حج کے لئے جائیں گے) زیر غور آئے۔ اس سے پہلے ایران کے وزیر خارجہ مسٹر علی اکبر ولایتی گذشتہ اپریل میں سعودی عرب گئے تھے۔ آج سے تین سال قبل ان دونوں ملکوں کے سفارتی تعلقات منقطع ہو گئے تھے لیکن اب خلیج کی جنگ کے بعد پھر ان کے تعلقات معمول پر آ گئے ہیں۔ اکبر ولایتی نے سعودی عرب کی ان کوششوں کو سراہا جو ایرانیوں کے حج پر جانے کے سلسلے میں سعودی عرب نے کی ہیں۔ انہوں نے خلیج تعاون کونسل کے اراکین کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے اب ایران کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کی طرف قدم اٹھایا ہے۔ پرنس سعود نے اس موقعہ پر علاقے میں امن کے قیام اور اس کے استحکام کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کے ضمن میں ایران کو سراہا اور اس بات پر بھی ان کو داد دی کہ مشکل حالات میں ایران نے عراق کے خلاف عربوں کا ساتھ دیا۔ انہوں نے کھل کر یہ بھی کہا کہ وہ اس بات کی نگرانی کریں گے کہ ایران سے جانے والے لوگوں کو حج کی تمام سہولتیں میسر آئیں۔ دونوں وزرائے خارجہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس علاقے میں تشدد کی کارروائیوں کو قطعی طور پر ختم کر دینے کی کوششیں کی جائیں گی۔ خلیج تعاون کونسل جس کے اراکین میں سعودی عرب، کویت، متحدہ عرب امارات، امان، قطر اور بحرین شامل ہیں کی حنبار میں ایک میٹنگ کے دوران سعودی عرب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ ایران کے ساتھ فوری طور پر تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانا چاہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس بات کا پابند سمجھتا ہے کہ یہ تعاون مثبت ہونا چاہیئے تاکہ سارا علاقہ اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی سیاسی حالات میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ عرب اور لوگ ہیں اور ایران اور لوگ۔ اس سارے علاقے میں امن کے قیام اور اس کے استحکام کی ایک ہی صورت ہے جو لوگ بھی اس علاقے میں بستے ہیں۔ مل جل کر امن کے لئے کوشش کریں اور سب کو اپنا بھائی سمجھتے ہوئے امداد کا ہاتھ بڑھائیں۔ اگر یہ تحریک جاری رہے کہ ایرانی فارسی النسل ہیں اور عربوں سے مختلف ہیں تو یقیناً اس علاقے میں نہ امن کا قیام ممکن ہے اور نہ اس کے استحکام کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔

اسرائیلی ارادے

مقبوضہ یروشلم میں گذشتہ روز اسرائیل کے وزیر اعظم یزک شمیر نے اسرائیل کی طرف سے لبنان پر کئے گئے ہوائی حملوں کی تعریف کی اور کہا کہ ہم جو دیگر ممالک سے یہودیوں کو اسرائیل میں لا رہے ہیں ان کے لئے اعتماد کی بنیاد یہ ہے کہ ہم ایک بڑا اسرائیل تعمیر کر رہے ہیں۔ یہ بات اسرائیل کی نیوز ایجنسی ITIM (اٹیم) نے بتائی ہے شمیر نے "تل ابیب" میں ایک تقریر کے بعد صحافیوں کو بتایا کہ وہ اپنے وزیر خارجہ سے اس بات پر باز پرس کریں گے کہ انہوں نے پیرس میں یہ کیوں کہا کہ عنقریب شاید چند ہفتوں میں عرب اسرائیل امن گفتگو شروع ہو جائے گی۔ شمیر نے کہا کہ ہمارے ارادے تو یہ ہیں کہ ہم ان بڑے دنوں کو دیکھیں جب ہماری ہوائی طاقت تمام ایسے لوگوں پر حملہ کر سکے گی جو فتاح تنظیموں کے افراد ہیں اور لبنان میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ایٹم نے شمیر کے حوالے سے یہ بھی بتایا کہ جب برطانیہ کی زیر نگرانی یہ علاقہ تھا یعنی ۱۹۴۸ء سے پہلے تو اس وقت جو دہشت گردی ہوئی تھی اس کی یاد منانا بھی ہمارے لئے ایک لازمہ حیات ہے۔

ایٹم نے کہا کہ شمیر نے ایتھوپیا سے آنے والے پندرہ ہزار یہودیوں کا ذکر کیا جنہیں بذریعہ ہوائی جہاز اسرائیل میں مئی کے مہینے میں لایا گیا تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے ڈھائی لاکھ روسی یہودیوں کا بھی ذکر کیا جو ۱۹۸۹ء کے بعد اسرائیل پہنچے ہیں۔ ان سب کے آنے کی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ انہیں اپنی زمین سے پیار ہے اور انہیں اپنے ورثے کا پاس ہے اور اسی طرح وہ اسرائیل کو ایک بڑا اسرائیل بنانا چاہتے ہیں۔ جہاں تک بڑے اسرائیل کی اصطلاح کا تعلق ہے اس سے یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ بائبل کے مطابق جو اسرائیل تھا اسے حاصل کیا جائے۔ ان میں وہ علاقے بھی شامل ہیں جو ۱۹۶۷ء میں مشرق وسطیٰ میں اسرائیل نے حاصل کئے تھے اور جن کے متعلق بار بار یہ بیان دیا گیا ہے کہ ان کی واپسی کا اب کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تجزیہ نگار کہتے ہیں کہ شمیر کی اس تقریر سے یا یوں کہیئے کہ ان خیالات سے امریکہ کے ارادوں پر پانی پڑ گیا ہے۔ اور جو کچھ وزیر خارجہ اسرائیل نے ان سے کہا تھا۔ اس پر سے اب ان کا اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اسرائیل نے گذشتہ دنوں لبنان پر جو زمینی ہوائی حملے کئے تھے۔ ان کے متعلق امریکہ نے کہا ہے کہ یہ کسی طرح بھی ممد و مددگار ثابت نہیں ہو سکتے۔ یعنی وہ کوششیں جو مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کے لئے کی جا رہی ہیں ان کو ان حملوں سے کسی طرح بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حملے امن کوششوں کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں گے۔ اس وقت امریکہ والے ان ریزولیوشنوں پر عمل کروانا چاہتے ہیں جو عرب اسرائیل تنازعہ کے سلسلے میں پاس کئے جا چکے ہیں اور جن میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اسرائیل زمینی حصے واپس کر کے امن حاصل کر سکتا ہے۔ اس دوران اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر جاویئر پیریز ڈی کوئیار نے کہا کہ عنقریب سیکورٹی کونسل کے ارکان آپس میں گفت و شنید کے لئے ملیں گے اور لبنان پر کئے گئے حملوں پر بات ہوگی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ امید تو ہے کہ سیکورٹی کونسل ایسی ایک میٹنگ کا انعقاد کرے گی۔ لیکن اس کا انحصار سیکورٹی کے صدر کے مشوروں پر ہے جو اس وقت دوسرے اراکین سے کر رہے ہیں مزید پیریز ڈی کوئیار نے کہا امید ہے کہ آئندہ لبنان پر ایسے حملے نہیں کئے جائیں گے۔

روسی رہنما

بورس یلسن جو رشین فیڈریشن کے صدر ہیں کا نام جب بھی سامنے آتا ہے یوں لگتا ہے کہ وہ اس کوشش میں مصروف ہیں کہ گورباچوف کو نیچا دکھا کر خود ان کی جگہ لے لیں۔ اور سوویٹ یونین کے صدر بن جائیں۔ لیکن گذشتہ روز ان دونوں لیڈروں نے آٹھ گھنٹے تک گفت و شنید کر کے اپنے ملک کے تمام باشندوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ کہتے ہیں کہ اس سارے عرصے میں ان دونوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے مخالفت کا ایک شائبہ بھی نظر آتا ہو۔ اس گفت و شنید کا مقصد یہ تھا کہ سوویٹ یونین جس کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے اس کو کس طرح پھر سے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ میٹنگ کے بعد بورس یلسن نے کہا کہ ہماری یہ میٹنگ نہایت استثنائی طور پر اچھے ماحول میں ہوئی اور ہم نے ایسی باتیں کیں جن سے سارے سوویٹ یونین کو فائدہ پہنچے گا۔ اور ہم میں سے کسی نے ایک دوسرے پر طنز کیا اور نہ ایک دوسرے کی بات کو بے وجہ کاٹا۔

گذشتہ مارچ میں یہی بورس یلسن اسی بات کا مطالبہ کر رہے تھے کہ گورباچوف اپنا وقت گذار چکے ہیں اور اب انہیں استعفیٰ دے کر حکومت سے الگ ہو جانا چاہیئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ گورباچوف ایک آمر کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔ لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارے سوویٹ یونین پر نظر ڈالتے ہوئے دونوں رہنماؤں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر سوویٹ یونین کو بچانا ہے تو مل جل کر کام کرنا ہوگا۔ ایسا لگتا ہے کہ دونوں کی دوستی ہو گئی ہے اور یہ دوستی آئندہ بہتر نتائج پیدا کرنے پر منتج ہوگی۔

الجیریا میں نئی حکومت

الجیریا میں گذشتہ تین روز سے اسلامی بنیاد پرستوں نے مظاہرے کئے ہیں اور اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ حکومت کو مکمل طور پر اسلامی حدود پر ڈھالا جائے۔ ان مظاہروں کے نتیجے میں ۶ افراد کی ہلاکت کا ذکر کیا جاتا ہے اور مظاہرے ۱۲ دن تک

باقی ص پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

منیر احمد ابن بشیر احمد
طاہر آباد - ربوہ

منزہ افضال بنت افضال
احمد ناصر - نارنگ منڈی

منور احمد حسن ابن ملک
ممتاز احمد - اوکاڑہ

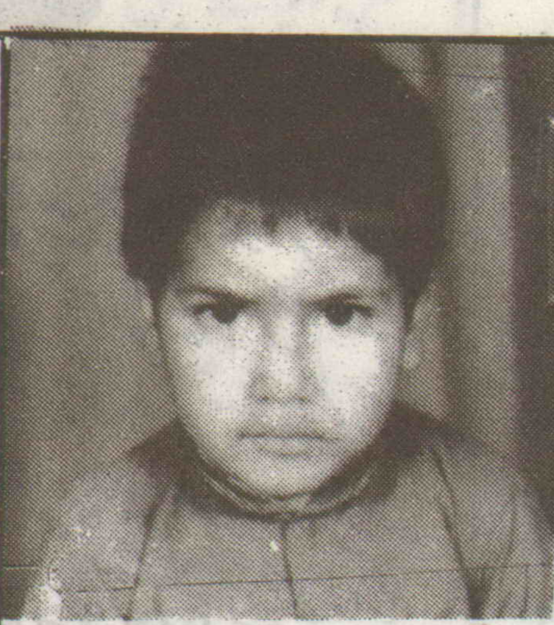

قاسم سلام ابن عبدالسلام
فاروق آباد

عدیلہ بنت مرزا محمد شفیق
گلشن راوی - لاہور

کلیم احمد ابن بشیر احمد
ربوہ

طوبیٰ ہارون بنت رانا محمد
خالد ہارون - خوشاب شہر

نیّر احمد علی ابن صفدر
منصور علی - انگلینڈ

صبغۃ اللہ بنت ظہور الدین
احمد - جہلم

عبدالحفیظ ابن حبیب
احمد - ربوہ

عائشہ احمد بنت طاہر
احمد ظفر - ربوہ

رابعہ غزالہ مغل بنت مبارک
احمد مغل - بشیر آباد

ماہ رشید بنت رانا رشید
احمد خان - ربوہ

یاسر احمد ابن محمود اسمٰعیل
آصف - ربوہ

انصر احمد ابن محمد حفیظ
جاوید - مڑھ بلوچاں

لبیبہ ارم بنت
نعیم الرحمٰن - ربوہ

ساجد احمد ابن سخاوت احمد
پھیرو چیچی - سندھ

امۃ المجیب صدف بنت
عبدالصمد قریشی - ربوہ

قرۃ العین بنت رشید
احمد - دارالیمن شرقی - ربوہ

مبارز محمود ابن رانا
عبدالحمید - خوشاب شہر

طاہر احمد ابن کرامت حسین
مختار - کراچی

صالح محمد اسمٰعیل ابن چوہدری
نعیم الرحمٰن - ربوہ

محمد نصر غوری ابن محمد
انعام غوری - قادیان

مزمّل یوسف ابن ارشد
احمد - مدرسہ چٹھہ

آصف عدنان ابن چوہدری
خالد مجید - فیکٹری ایریا - ربوہ

طوبیٰ مغل بنت راجہ
فضل الرحمٰن - کینیڈا

زاہد احمد ابن ناصر احمد چیمہ
تلونڈی کھجور والی

عمیر احمد خان ابن محمد افضل
بستی سہرانی

حسّان احمد ابن داؤد احمد
کراچی

انیلہ سعید بنت سعید اللہ
قریشی - ربوہ

محمد وجاہت حسن ابن رانا محمد
خالد ہارون - خوشاب شہر

رانا داؤد احمد سخی ابن
مبشر احمد - مانسہرہ

لقمان احمد ابن سعید احمد
احمد آباد تحصیل گولارچی

اسامہ ارسلان احمد ابن
عبدالحمید شاہد - ربوہ

امۃ البصیر بنت محمد اعظم
کولوتارڑ

قوی احمد ابن مبارک احمد
شاہ - گمہولہ ورکاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضلع لاہور کی سالانہ سپورٹس ریلی

اس ریلی میں ضلع لاہور کی چوبیس ۲۴ شہری اور بارہ دیہاتی مجالس شامل ہوئیں۔ ان مجالس کو پانچ مختلف بلاکس میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر بلاک کو علیحدہ علیحدہ رنگ الاٹ کیا گیا۔ اس ریلی میں شامل احباب کی تعداد چار صد تینتیس ۴۳۳ رہی۔ سپورٹس ریلی کا افتتاح مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۹۱ء کو ہوا۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان تھے اس کے بعد باقاعدہ مقابلہ جات کا آغاز اور انعقاد ہوا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فٹ بال طاہر بلاک اول
نور بلاک دوئم
نٹ بال (خدام) (اطفال) ناصر بلاک اول
نور بلاک دوئم
رسہ کشی (خدام) محمود بلاک اول
ناصر بلاک دوئم
رسہ کشی (اطفال) طاہر بلاک اول
محمود بلاک دوئم
کبڈی (خدام) محمود بلاک اول
ناصر بلاک دوئم
کبڈی (اطفال) طاہر بلاک اول
نور بلاک دوئم۔
باسکٹ بال محمود بلاک اول۔
ناصر بلاک دوئم۔
ٹیبل ٹینس ناصر بلاک اول
نور بلاک دوئم
کرکٹ (خدام) ناصر بلاک اول
نور بلاک دوئم
کرکٹ (اطفال) طاہر بلاک اول
نور بلاک دوئم
بیڈمنٹن (خدام) ناصر بلاک اول
نور بلاک دوئم
بیڈمنٹن (اطفال) طاہر بلاک اول۔
محمود بلاک دوئم
اتھلیٹکس نیزہ مکرم مرزا حبیب احمد صاحب (طاہر بلاک) اول
مکرم امجد اقبال صاحب (نور بلاک) دوئم۔
دوڑ ۱۰۰ میٹر ریس مکرم اللہ یار بھٹی صاحب (طاہر بلاک) اول
مکرم محمد اسلم (ناصر بلاک) دوئم۔
گولہ مکرم احسان اللہ ملک (ناصر بلاک) اول۔
مکرم نوید احمد ملک صاحب (ناصر بلاک) دوئم
سائیکل ریس (خدام) مکرم طیب احمد صاحب (نور بلاک) اول
مکرم کریم احمد صاحب (نور بلاک) دوئم
کراس کنٹری مکرم عبدالمنعم (ناصر بلاک) اول
مکرم طیب احمد صاحب (نور بلاک) دوئم
دوڑ ۴۰۰ میٹر مکرم محمد محمود خان (نور بلاک) اول
مکرم اللہ یار بھٹی صاحب (طاہر بلاک) دوئم
سائیکل ریس (اطفال) شجاع الدین (طاہر بلاک) اول
مکرم طاہر خان (محمود بلاک) دوئم
دوڑ ۴۰ میٹر (اطفال) مکرم بابر شہزاد (ناصر بلاک) اول
مکرم شکیل احمد صاحب (محمود بلاک) دوئم
مجموعی پوزیشن (خدام)۔
محمود بلاک اول۔ ناصر بلاک دوئم
مجموعی پوزیشن (اطفال)
طاہر بلاک اول۔ نور بلاک دوئم
مجموعی طور پر اطفال اور خدام میں پوزیشن
ناصر بلاک اول اور محمود بلاک دوئم۔

اختتامی تقریب: مورخہ ۲۲ فروری ۹۱ء صبح گیارہ بجے اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم میجر عبداللہ ڈار صاحب (ریٹائرڈ) صدر مجلس صحت تھے۔ اس موقعہ پر محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب نے خدام سے خطاب فرمایا۔

(سیکرٹری سپورٹس ریلی)

اعلان دارالقضاء

(عزیزہ مسرت خانم صاحبہ بابت ترکہ ملک نور محمد صاحب)

○ محترمہ عزیزہ مسرت خانم صاحبہ اہلیہ مکرم نور محمد صاحب سکنہ مکان ۱۶/۱۸ دارالرحمت وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ آپکے خاوند بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اسلئے ان کی امانت ۲۵/۴ تحریک جدید میں جمع شدہ رقم (مبلغ ۸۰۰ روپے) درخواست دہندہ کو ادا کئے جائیں۔

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو ایک ماہ کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

الفضل میں اشتہار
دے کر تجارت کو فروغ دیں

بقیہ: ص۳ سے آگے

اپنے دہانہ پر اتنا تنگ ہے کہ چند فٹ سے زیادہ نہیں۔ اس جگہ کھڑے ہو کر کوئی شخص یہ باور نہیں کر سکتا کہ یہ چشمے میں سے بہنے والا چھوٹا سا نالہ پنجاب کی لاکھوں ایکڑ زمین کو سیراب کرے گا اور لوگ میلوں میل کشتیوں میں بیٹھ کر اپنی مسافتوں کو طے کریں گے۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

چہرہ نمائی تو ہو گی ہی۔ اس لئے بس ایک اور سمت میں رُخ کرنے کے بعد قلم تھام لوں گا۔

پرائمری تعلیم کے سلسلہ میں ہم نے ۱۹۵۹ء کی پالیسی میں جو ٹارگٹ مقرر کیا وہ یہ تھا کہ ۱۰ سال کے عرصہ میں یعنی ۱۹۶۹ء تک ہم ۵ سے ۹ سال کے تمام بچوں کو سکول میں لے آئیں گے۔ ۱۹۶۹ء آیا مگر یہ معجزہ تو ظہور میں نہ آیا مگر ہم نے ایک اور پالیسی پیش کر دی جس میں یہ اعتراف کیا گیا کہ ہم صرف ۴۵ فیصد بچوں کو سکولوں میں لا سکے۔ یعنی ابھی تک نصف فاصلہ بھی طے نہیں ہوا تھا۔ ۱۹۷۲ء کی پالیسی میں ہم نے پھر بڑے جوش و خروش سے منصوبہ بنایا کہ چلئے پہلے تو تساہل ہو گیا۔ غلطیاں ہوئیں مگر اب کی بار ہم ۱۹۷۹ء تک سب لڑکوں کو سکولوں میں لا کر رہیں گے۔ ۱۹۷۹ء آیا اور وہ بھی گذر گیا۔ اس بار بھی ہم نے وہی کیا یعنی اپنے اندر تو کم جھانکا البتہ قوم کو ایک اور پالیسی سے نوازا۔ اس میں ہم نے پھر بڑے زور و شور سے منصوبہ بندی کی اور اب کی بار ۱۹۸۶ء کی حد مقرر کی جب کہ ۵ سے ۹ سال کے تمام لڑکے پرائمری سکولوں کی نعمت سے متمتع ہو جائیں گے مگر ۱۹۸۶ء بھی گذر گیا اور یہ کارنامہ نہ ہو سکا۔ نیشنل ایجوکیشن کونسل کے مطابق ۱۹۸۵ء تک صرف ۴۹ فیصد بچے پرائمری سکولوں میں پہنچ پائے ان میں سے لڑکے ۶۴ فیصد تھے۔ گویا کہ وہ ہدف جو ہم نے ۱۹۵۹ء میں مقرر کیا تھا اس تک آج بھی نہیں پہنچ پائے۔ تو یہ کیا منصوبہ بندی ہے۔ محض ہدف مقرر کر دینا تو منصوبہ بندی نہیں کہلا سکتا۔ اصل مقصد تو اسے حاصل کرنا ہے۔ اور جب تک ایسا کرنے کے لئے اقدامات نہ کئے جائیں۔ محض پالیسیاں بنانے، ان کی تشہیر کرنے اور ان پر اترانے سے کام نہیں چلے گا۔ اب ایک اور تعلیمی پالیسی معرض وجود میں آنیوالی ہے۔ اللہ کرے اس میں ان امور کا خیال رکھا گیا ہو تا قوم و ملک کی بہتری کے لئے حقیقی رنگ میں سامان پیدا ہو سکیں۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

جاری رہنے کے بعد اس بات پر منتج ہوئے کہ وزیر اعظم نے استعفیٰ پیش کر دیا۔ اور ان کی جگہ وزیر خارجہ سید احمد غزالی کو وزیر اعظم مقرر کر دیا گیا۔ اس کے بعد صدر شاذلی بن جدید نے سارے ملک میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کر دیا اور فوج کو وسیع تر اختیارات دے دئے۔ لندن میں الجیریا ریڈیو کی یہ خبر سنی گئی کہ چودہ افراد زخمی ہوئے اور دو جان سے مارے گئے۔ جب کہ حفاظتی فوجی دستوں اور اسلامک سالویشن فرنٹ میں لڑائی ہو گئی۔ یہ لڑائی الجیریا کے شمالی جنوبی شہر سوق احرص میں رات کے وقت بتائی جاتی ہے۔ الجیریا کی نیوز ایجنسی (این اے۔پی۔ایف) کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ حفاظتی دستوں نے شہر میں مظاہرے کو روکنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش میں بجائے اس کے کہ مظاہرین منتشر ہو جاتے انہوں نے حفاظتی دستوں پر حملے شروع کر دئے۔ ان اموات کا اس وقت ذکر کیا گیا جب صدر شاذلی بن جدید نے مظاہرین کے تشدد آمیز رویہ پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور حکومت کو معزول کر کے نظم و نسق فوج کے حوالے کر دیا۔ ۱۹۶۲ء کے بعد پہلے انتخابات جو اب ہونے والے تھے وہ بھی صدر شاذلی نے ملتوی کر دئے ہیں۔ ملک کے حالات اس قسم کے ہیں کہ انتخابات جو خاص طور پر آج گذشتہ ۳۰ سال کے بعد ہو رہے ہیں۔ جانی اور مالی نقصان کے خطرے سے خالی نہیں۔ جب حالات معمول پر آجائیں گے تو پھر انتخابات کی تاریخ دوبارہ مقرر کی جائے گی۔ چونکہ اب فوج نے نظم و نسق سنبھال لیا ہے اس لئے تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ حالات جلد ہی معمول پر آجائیں گے۔ لیکن اگر فوج کو اپنی ان نئے فرائض کی انجام دہی کا چسکا پڑ گیا۔ تو غالباً وہ انتخابات کی راہ میں روک بن کر کھڑے ہو جائیں گے۔ اور چاہیں گے کہ ملک کا نظم و نسق مزید کچھ عرصہ کے لئے فوج ہی کے ہاتھ میں رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ صدر نے کہا ہے کہ ہم فوجی سربراہ کسی سے دباؤ میں آکر نہیں بدلتے۔ پاکستان آزاد قوم ہے۔ ملک میں کوئی سیاسی عدم استحکام نہیں۔ جمہوریت کو بھی کوئی خطرہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوسرے ملکوں میں تو فوج کے سربراہوں کی چھ چھ ماہ قبل تقرریاں ہو جاتی ہیں پاکستان میں تو صرف تین ماہ قبل ہوئی ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر گوہر ایوب خان نے پارلیمنٹ کی بلڈنگ کے اندر انٹیلی جنس اور دوسری خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں کا داخلہ بند کر دیا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے کہا ہے کہ عدم اعتماد ہو یا مخلوط حکومت بنے، کوئی بھی صورت ہو اب تبدیلی اسمبلی کے اندر ہی سے آئے گی باہر سے نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت کا تسلسل اس دن شروع ہوگا۔ جب وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف اپنی سیٹ سے اٹھ کر ایک دوسرے کے پاس جا کر مشورہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں سات ماہ سے لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن کے درمیان رابطہ کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔

○ بلوچستان کی تاریخ میں پہلی بار فاضل بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔ آمدنی ۸، ارب ۸۸ کروڑ اور اخراجات پونے سات ارب ہیں۔

○ پی ڈی اے کی محترمہ بے نظیر بھٹو اور ائیر مارشل ریٹائرڈ اصغر خان نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں نئے انتخابات کا مطالبہ کر دیا ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت اکثر معاملات میں مجھ سے خفا رہی ہے۔

○ چنی گوٹھ ریلوے اسٹیشن پر کوئٹہ ایکسپریس تیزگام کے گھوٹکی اسٹیشن جیسے حادثے سے بال بال بچ گئی۔ اس لائن پر بھی ایک مال گاڑی کھڑی تھی جہاں آنے کا کوئٹہ ایکسپریس کو سگنل دے دیا گیا تھا۔

○ نوابزادہ نصراللہ خان نے ۲۰ جون کو آل پارٹیز کانفرنس بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

○ عباس پور نامی گاؤں پر بھارت کی اندھا دھند فائرنگ سے گھر میں بیٹھی ایک عورت ہلاک ہو گئی۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق میں کھانے پینے کی اشیاء اور خصوصاً دودھ کی شدید قلت کی وجہ سے لاکھوں عراقی بچوں کی ہلاکت کا خدشہ ہے۔ امن اور کیوبا نے سلامتی کونسل سے درخواست کی ہے کہ عراق کو اشیائے ضرورت فراہم کرنے پر سے پابندی فوری طور پر اٹھا لی جائے۔

○ بھارت میں انتخابات کے دوسرے مرحلے میں ووٹنگ کی رفتار بے حد سست رہی۔ بہت سے علاقوں میں ہنگاموں کی وجہ سے ووٹنگ ملتوی کر دی گئی۔ مشرقی ریاستوں میں شدید بارش کی وجہ ووٹر گھروں سے باہر نہیں آسکے۔

○ امریکہ میں ایڈز کی بیماری کا شکار ہونے والی خواتین کی تعداد بڑھ گئی ہے اب ایڈز کے مریضوں میں ۱۰ فیصد عورتیں شامل ہیں۔

○ عراقی فوج نے شیعہ پناہ گزینوں کے خلاف کارروائی شروع کر دی ہے جنوبی علاقے میں جمع لاکھوں پناہ گزینوں کو ایران کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بستیوں پر ٹینک چڑھا دیئے گئے ہیں۔ طیاروں سے شدید بمباری کی گئی ہے۔

○ بنگلہ دیش کے معزول صدر حسین محمد ارشاد کو ایک مقدمے میں دس سال کی سزا سنا دی گئی ہے۔ ابھی ان پر اور بھی مقدمات جاری ہیں۔

○ کویت کی تیل کی پیداوار دوبارہ شروع ہو گئی ہے۔ تاہم تیل کے جن کنوؤں میں آگ لگی ہوئی ہے اس کے بارے میں ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ ایک سال میں آگ بجھانا ممکن نہیں۔ موجودہ رفتار سے سارے کنوؤں کی آگ بجھانے میں پانچ سال بھی لگ سکتے ہیں۔

سٹیبلائزر - یونیورسل نیشنل - حسن ٹریڈرز فون ۴۵۴

شیزان

پاکستان میں تازہ پھلوں کی مصنوعات بنانے والا سب سے بڑا ادارہ

Shezan International Ltd., Lahore-Karachi.

adcom 111-89